

# کیرالہ کے تریوولا میں شری راماکرشنا وچنا مریٹا سترامیں ویڈیو کانفرنس کے ذریعے وزیراعظم کا افتتاحی خطبہ۔

Posted On: 21 FEB 2017 6:12PM by PIB Delhi

نئی دہلی، 21۔ فروری، وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے آج کیرالہ کے تریوولا میں شری راماکرشنا وچنا مریٹا سترامیں ویڈیو کانفرنس کے ذریعے افتتاحی خطبہ دیا۔ اس موقع پر جناب نریندر مودی نے سوامی نرونانند جی اور شری ٹھاکرراما کرشنا پرم ہنس کے عقیدتمندوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ یہ میری عزت افزائی ہے کہ میں شری راماکرشنا وچنا مریٹا سترام کے سات روزہ اجلاس کے آغاز میں آپ کے ساتھ موجود ہوں۔

میں جب بھی بنگال کے ایک عظیم مصنف کے بارے میں سوچتا ہوں، جسے ملیالم میں ترجمہ کیا گیا اور کیرالہ میں اس کو پڑھا گیا اور اس پر بحث و مباحثہ کیا گیا، تو مجھے یہ سوچ کر تعجب ہوتا ہے کہ کس طرح نظریات ہمارے پورے ملک میں اپنائے جاتے ہیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہم ایک ”ایک بھارت“ سریشٹھ بھارت کی مثال کیسے بن سکتے ہیں۔ آپ نے جو یہ عمل شروع کیا ہے وہ مقدس گرنتموں کی تعلیمات اور عظیم گروؤں کے الفاظ کو عوام تک پہنچانے کی ایک طویل روایت پر عمل درآمد ہے۔ یہ ایک صوتی بھارت کی ایک طویل روایت کا ایک حصہ ہے، جو بدلتے ہوئے وقت اور حالات میں بھی مسلسل اپنائے گئے ہیں اور آفاقی اقدار کو پوری طرح محفوظ رکھا گیا ہے۔ یہ روایات شروتی سے اسمرتیوں سے پنی ہیں۔

یہ شروطیاں، چار ویدوں اور اپنشد دھرم کے وسیلے ہیں۔ یہ ایک مقدس علم ہے، جو نسل در نسل بھارت کے عظیم سادھوؤں نے ایک دوسرے کو منتقل کیا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شروتیاں دراصل آفاقی علم ہے، جسے زبانی طور پر ایک دوسرے کو منتقل کیا گیا ہے، جبکہ اسمرتیاں ایسا متن ہے، جو یادداشت اور اس کی تشریحات پر مبنی ہے۔ چونکہ وید اور اپنشد عام لوگوں کو سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ اس لئے بنیادی آسمانی یا مقدس کلمات کی وضاحت، ان کی تشریح اور وضاحت کے لئے اخلاقی سبق والی کہانیوں کے ذریعے سمجھانے کے لئے اسمرتیاں لکھی گئیں۔ اس لئے یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ کوشلیا کے پران اور ارتھ شاستر سیھی اسمرتیاں ہیں۔ ہر ایک انسان تک پہنچنے کے لئے یہ طریقہ طویل عرصے تک جاری رہا۔ عوام تک پہنچنا ہی دھرم کی بالا دستی یا درست طریقے سے رہنا، بہتر رسائی اور روزمرہ کی زندگی کو بنانے کی ضرورت تھی۔ بھگوت گیتا میں دیورشی نارد نے بھگوان کی ستائش کرتے ہوئے یہ گیت گایا ہے۔

پیگہ دے ورشدھنیوی پیکریت شارگدھنوں ::

گاینمادینند تنتریا رمیتیا تر جگت ::

’پیگہ! یہ دے ورش نارد جی مبارک ہیں جو ستار، ہرگ گاتے اور مست ہوتے ہوئے اس دکھی دنیا کو خوش کرتے رہتے ہیں۔‘  
بھگتی سنتوں نے بھگوان کو عوام کے قریب لانے کے لئے موسیقی، نظم اور مقامی زبان کا استعمال کیا اور انہوں نے ذات پات، مذہب اور جنس کے اختلافات کو ختم کر دیا۔ ان سنتوں کے پیغام کو لوگ گائیکوں، گتھا واچکوں نے اور زیادہ آگے بڑھایا۔ کبیر کے دے اور میرا کے بھجن انہیں گائیکوں کے ذریعے گاؤں گاؤں پہنچے ہیں۔ بھارت ایک ایسی سرزمین ہے، جو ثقافت اور دانائی سے مالا مال ہے۔ ہماری سرزمین مصنفوں، دانشوروں، صوفیوں اور سنتوں کی سرزمین ہے، جنہوں نے آزادانہ اور بلا خوف و خطر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جہاں انسانی تہذیب کی تاریخ علم کے دور میں داخل ہوتی ہے، وہاں بھارت نے ہی اسے راستہ دکھایا ہے۔ بھارت کے بارے میں ایک جھوٹا نظریہ تیار کیا گیا ہے کہ بھارت ایسے سماجی، سیاسی اور اقتصادی اصلاحات کی ضرورت ہے، جو غیر ملکوں کے ذریعے شروع کی گئی ہے اور یہی سامراجیت کو منصفانہ قرار دینے کی وجہ بنی۔ یہ تمام نظریات پوری طرح جھوٹے ہیں، کیونکہ بھارت کی سرزمین ایک ایسی سرزمین ہے، جہاں سے ہمیشہ تبدیلی نے جنم لیا ہے اور یہ تبدیلی بھارت کے اندر ہی ہمارے صوفیوں سنتوں کے ذریعے شروع کی گئی، جنہوں نے سماج میں یکسر تبدیلی کے اپنے مشن کو اور سماج میں ان برائیوں کو ختم کرنے کے لئے جو ہمارے سماج میں داخل ہو گئی تھیں، ایک عوامی تحریک شروع کی۔ ہمارے صوفیوں نے سماجی اصلاح کی کوشش میں ایک ایک شہری سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے دائرے سے کوئی بھی باہر نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تہذیب ایک عظیم تہذیب ہے، جو تمام رکاوٹوں پر قابو پاسکتی ہے۔ ایسی تہذیبیں جو تغیر پذیر نہیں ہیں، وقت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ دوسری جانب ہم نے صدیوں کے دوران اپنی پریکٹس میں تبدیلی کی ہے۔ بہت سے عمل ایسے تھے، جو چند صدیوں پہلے رائج تھے، لیکن ایسا سمجھا جاتا ہے کہ وہ ختم ہو گئے ہیں یا ان میں تبدیلی کردی گئی ہے۔ ہم ہمیشہ نئے نظریات کے لئے کھلا ذہن رکھتے ہیں۔ عہد قدیم سے ہی ہمارے صوفی سنتوں نے ایسے کام کئے، جو بظاہر بہت چھوٹے نظر آتے تھے، لیکن ان کا اثر بہت بڑا تھا اور ان سے ہماری تاریخ کا دھارا ہی تبدیل ہو گیا۔ کسی بھی عقیدے یا تہذیب سے بھی بہت پہلے بھارتی خواتین سادھوؤں نے جنسی برابری کے معاملے کو اٹھایا۔

انہوں نے اپنی زبردست تحریروں کے ذریعے اپنے خیالات کا بے خوف اظہار کیا۔  
ہندو فلسفے میں وقت کو بہت زیادہ اہم عنصر سمجھا گیا ہے۔ ہم خلاء اور وقت کے درمیان دک- کال -بایدھت ہیں۔ گروکارول وقت کے تناظر میں آفاقی اقدار کی وضاحت کرنا ہے تاکہ ایک بہتے ہوئے دریا کی طرح علم کا دھارا ہمیشہ بہتا رہے اور اس میں تازگی اور حرکت بھی برقرار رہے۔ مقدس گرنتموں میں کہا گیا ہے کہ  
پرے رک سوچکشوے و اوچکو درشکستھا۔  
اساتذہ بودھکشچے و شتے تے گرو سمرتا۔

یعنی جنہوں نے آپ کو تحریک دی، جنہوں نے آپ کو علم دیا اور جنہوں نے آپ کو سچ بتایا، جنہوں نے آپ کو پڑھایا، آپ کو درست راستہ دکھایا، آپ کو حقیقت سے روشناس کرایا، وہ سبھی آپ کے گرو ہیں۔

ہم سبھی کیرالہ کی تبدیلی میں سری نارائن گرو کے رول کو یاد کرتے ہیں۔ ایک سنت اور سماجی اصلاح کرنے والے، جو پسماندہ ذات سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے تمام ذات پات کی رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے سماجی انصاف کو فروغ دیا۔ جب شیوا گری کی یاترا کا آغاز ہوا۔ انہوں نے تعلیم کے فروغ، صفائی ستھرائی، بھگوان کے تئیں خود کو وقف کرنے، تنظیم، زراعت، تجارت، دستکاری اور تکنیکی تربیت کے فروغ کو اس کے مقاصد قرار دیا۔ کیا سماج کی بہتری کے لئے ایسے معیارات قائم کرنے والے ٹیچر کی اس سے بہتر کوئی اور مثال ہو سکتی ہے؟

اس اجتماع میں سری راماکرشنا کے بارے میں کچھ کہنا سوجھ کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، لیکن میں وہ باتیں ضرور کہنا چاہوں گا، جو موجودہ وقت میں ان کو اس قدر اہمیت عطا کرتی ہیں۔ وہ بھگتی سنتوں کی روایت کا ایک حصہ تھے اور ہم ان میں چین نے ماہر بھو کی بہت سی خوبیاں دیکھتے ہیں۔

وہ سماجی ہم آہنگی کے سنت تھے۔ ان کا پیغام تھا رواداری، عقیدت، خود کو ایک بھگوان کے سپرد کرنا، اس بھگوان کے جسے گیانی، یوگی اور عقیدت مند مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ گیانی جسے برہم کہتے ہیں، وہی آتما ہے، کائنات کی روح ہے اور وہی بھگوان ہے، جسے عقیدتمند آسمانی تصور کرتے ہیں۔

انہوں نے مسلمانوں کی طرح، عیسائیوں کی طرح زندگی گزاری اور تنتر پر عمل کیا۔ انہوں نے پایا کہ آفاقیت تک پہنچنے کے لئے بہت سے راستے ہیں، لیکن سب کی منزل ایک ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت صرف ایک ہے اور یکساں ہے اور اختلاف صرف نام اور شکل میں پوشیدہ ہے۔ یہ پانی کی طرح ہے، جس کے مختلف زبانوں میں الگ الگ نام ہیں یعنی جل، نیر، پانی وغیرہ وغیرہ۔ جرمنی میں اسے واسر کہتے ہیں، فرانسیسی میں اسے اییوا کہتے ہیں، اطالوی میں اسے ایکوا کہتے ہیں جبکہ جاپانی میں میزو کہتے ہیں اور کیرالہ

میں آپ اسے ویلیم کہتے ہیں۔ یہ ایک ہی مطلب ہے یعنی ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں، جنہیں آپ الگ الگ طرح سے پکارتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ اور بھگوان کی حقیقت ایک ہے۔ کچھ اسے برہم، کچھ کالی اور کچھ رام، جیسس، درگا اور ہری جیسے ناموں سے پکارتے ہیں۔ ان کی تعلیمات آج بھی اتنی ہی اہم ہے، کیونکہ جب ہم الگ الگ مذہب، ذات اور طبقوں کے لوگوں سے ملتے ہیں، تو ان کی تعلیمات آج بھی درست معلوم ہوتی ہیں۔

مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ رام کرشنا کی زندگی ہمیں بھگوان کو روبرو دیکھنے کے قابل بناتی ہے۔ کوئی بھی شخص ان کی زندگی کی کہانی اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جبکہ وہ یہ نہ سمجھ لے کہ بھگوان ہی اصل حقیقت ہے، باقی سب کچھ بھرم ہے۔ شری رام کرشنا قدیم اور جدید کے درمیان ایک رابطہ ہیں۔ انہوں نے یہ راستہ دکھایا کہ قدیم نظریات اور تجربات کو جدید طرز زندگی گزارتے ہوئے بھی کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آسان سے آسان پیغام انہوں نے دیا ہے، لیکن اپنی سادگی کی وجہ سے ان کی تعلیمات سننے والوں کے دلوں میں اتر جاتی تھی۔ اگر ہمارے پاس ایسے اساتذہ نہیں ہوتے، تو کیا ہمارے پاس سوامی وویکا نند جیسے شاگرد ہو سکتے تھے؟ اس عظیم کرم یوگی نے اپنے گرو کے نظریات کو آگے بڑھایا کہ کوئی بھی ذی روح موجود ہے، وہاں شیوا ہے۔

جیوے رحم نوي، شیو جنانے مخلوق سیبا  
سوامی وویکانند نے کہا تھا کہ آپ کو بھگوان کو حاصل کرنے کیلئے کہاں جانا چاہئے؟ کیا تمام غریب، محروم اور کمزور لوگ بھگوان نہیں ہیں؟ آپ سب سے پہلے ان کی پوجا کیوں نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو اپنا بھگوان بنائیے۔ ان کی یہ تعلیم آج بھی ہمیں عمل کرنے کی تحریک دیتی ہے اور ہمیں حوصلہ دیتی ہے۔  
راما کرشنا مشن کا خدمات کا ریکارڈ اس کے اس عزم کا مظہر ہے۔ ہم اس مشن کو غریب علاقوں میں، قبائلی علاقوں میں اور ایسے ضرورت مند لوگوں میں پاتے ہیں، جنہیں ان کے دکھوں سے نجات دلانے کی ضرورت ہے۔

م ن - و ا - ک ا

(Release ID: 1483145) Visitor Counter : 2

